ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

جنسِ زمین کے مستعمل نہ ہونے میں بہت عمدہ بیان

الجد السدید فی نفی الاستعمال عن الصعید

۱۳۳۵ھ

تصنیف لطیف:
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ ضمنیہ

الجدّ السدید فی نفی الاستعمال عن الصعید ۱۳۳۵

جنسِ زمین کے مستعمل نہ ہونے میں بہت عمدہ بیان (ت)

مسئلہ ۱۱۳ سوال دوم

جس طرح طہارت سے پانی مستعمل ہوجاتا ہے کہ دوبارہ وضو کے قابل نہیں رہتا تیمم سے مٹی بھی یُوں ہی مستعمل ہوجاتی ہے یا نہیں بیّنوا توجروا۔

الجواب

اقول وباللہ التوفیق ہم اوپر بیان کر آئے کہ تراب یعنی جنس ارض دو قسم ہے حقیقی جس کا بیان رسالہ المطر السعید میں گزرا، اور حکمی کہ وُہ ہاتھ ہیں کہ بہ نیت تطہیر جنس ارض سے مس کیے گئے یہ تراب حکمی ضرور بالاجماع مستعمل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہر عضو پر جدا اتصال سے مسح شرط ہے جس کا بیان ابھی افادہ نوزدہم میں گزرا اور اسی کے ثمرات سے ہیں تیمم کی وہ ترکیبیں جو مشایخ نے مستحسن رکھیں جن میں ہتھیلی کے حصوں کو ذراع کے مختلف حصوں پر تقسیم فرمایا کہ ہر حصہ کا نئے حصہ سے مس ہوتا کہ حتی الامکان تراب مستعمل کے استعمال سے احتراز ہو کما تقدم ذکرہ فی سابع ابحاثنا علی الوجہ السادس من وجوہ حد التیمم (جیسا کہ اس کا ذکر تعریفات تیمم میں سے چھٹی تعریف پر ہماری ساتویں بحث کے تحت گزرا۔ ت) یہاں یقیناً تراب مستعمل سے یہی تراب حکمی مراد ہے کہ یہ صورتیں تیمم معہود کی ہیں اور تیمم معہود میں تراب حکمی ہی درکار تراب حقیقی کی اصلاً حاجت نہیں بلکہ لگی ہو تو اُس کے جھاڑ دینے جھاڑ دینے کا حکم ہے ایک دفعہ میں نہ چھُوٹے تو جتنی بار میں صاف ہوجائے پھر انہوں نے یہ ترکیبیں عام افادہ میں فرمائی ہیں اگرچہ تیمم دُھلے ہُوئے پتھر پر ہو۔ رہی تراب حقیقی وہ اصلاً مستعمل نہیں ہوتی۔ جوہرہ نیرہ میں ہے:

التیمم لایکسب التراب الاستعمال[1] تیمم مٹی میں مستعمل ہونے کی صفت نہیں پیدا کرتا۔ (ت)

طحطاوی علی الدر المختار میں ہے: التراب لایوصف بالاستعمال (مٹی مستعمل ہونے سے موصوف

---

[1] الجوہرۃ النیرۃ باب التیمم مطبع امدادیہ ملتان ۱/۲۷

www.alahazratnetwork.org

نہیں ہوتی۔ ت)

اقول فقیر کے نزدیک یہی تحقیق ہے اور اس پر متعدد روشن دلائل قائم و باللہ التوفیق۔

دلیل اوّل نصوص صریحہ یہاں مٹیاں دو ہیں، ایک تو وہ جس پر ہاتھ مارے وہ تو بلاشبہہ مستعمل نہیں ہوتی جس پر اجماع کہنا کچھ مستبعد نہیں۔

لولا ان عبرعنہ فی غنیۃ ذوی الاحکام عن البرھان بالاصح المشیر الی قوت فی الخلاف مع انہ فی غایۃ الغرابۃ روایۃ والسقوط درایۃ فیما اعلم واللہ تعالٰی اعلم۔

اگر غنیہ ذوی الاحکام میں بحوالہ برہان اس کی تعبیر لفظ "اصح" سے نہ ہوتی کہ اس لفظ سے اختلاف میں کچھ قوت ہونے کا اشارہ ہوتا ہے باوجودیکہ جہاں تک مجھے علم ہے یہ خلاف "روایۃً" انتہائی غریب اور درایۃً بالکل ساقط ہے، اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

فتاوٰی امام قاضیخان:

اذا تیمم الرجل عن موضع تیمم عنہ غیرہ جاز[1]

جب آدمی نے ایسی جگہ سے تیمم کیا جہاں سے کسی اور نے تیمم کیا تھا تو یہ جائز ہے۔ (ت)

شلبیہ علی الزیلعی:

قال الزاھدی لو تیمم جماعۃ بحجر واحد اولبنۃ اوارض جاز کبقیۃ الوضوء[2]

زاہدی نے کہا: اگر ایک جماعت نے ایک پتھر یا کچی اینٹ یا زمین سے تیمم کیا تو جائز ہے جیسے بقیہ آبِ وضو (کہ اس سے پھر کوئی دوسرا وضو کرسکتا ہے)۔ (ت)

محیط سرخسی و ہندیہ:

لو تیمم اثنان من مکان واحد جاز[3]

اگر دو نے ایک جگہ سے تیمم کیا، جائز ہے۔ (ت)

تاتارخانیہ و عالمگیری:

اذا تیمم مرارا من موضع واحد جاز[4]

اگر ایک ہی جگہ بار بار تیمم کیا تو جائز ہے۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی قاضی خان — باب التیمم — مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/۳۰

[2] شلبیۃ علی تبیین الحقائق — " — مطبعۃ الامیریہ بولاق مصر ۱/۳۸

[3] فتاوٰی عالمگیری — " — مطبع نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۱

[4] الفتاوٰی التاتارخانیہ — نوع فیما یجوز بہ التیمم — ادارۃ القرآن کراچی ۱/۲۴۲

www.alahazratnetwork.org

درمختار:

جاز تیمم جماعة من محل واحد[1]۔

ایک ہی جگہ سے ایک جماعت کا تیمم جائز ہے۔ (ت)

جوہرہ نیرہ:

لو تیمم رجل من موضع و تیمم اٰخر بعدہ منه جاز[2]۔

اگر کسی جگہ سے ایک آدمی نے تیمم کیا اور اس کے بعد دُوسرے نے اسی جگہ سے تیمم کیا تو جائز ہے۔ (ت)

غنیہ و حلیہ:

اذا تیمم الرجل من موضع فتیمم اٰخر من ذلك الموضع ایضا جاز[3] کما فی غیر ما کتاب من الکتب المعتبرة فی المذھب۔

جب آدمی نے ایک جگہ سے تیمم کیا پھر دوسرے نے بھی اسی جگہ سے تیمم کیا تو جائز ہے جیسا کہ مذہب کی کتب معتبرہ سے متعدد کتابوں میں موجود ہے۔ (ت)

بالجملہ مسئلہ ظاہر ہے اور عبارات وافر۔

غیر ان الغنیة ابدت فیه تشکیکا ان ھذا علی قول من لم یجعل الضربة من التیمم ظاھر واما علی قول من جعلھا منه ففیه اشکال اھ[4]۔

بجز اس کے کہ غنیہ میں اس پر ایک تشکیک کا اظہار کیا ہے کہ "یہ ان لوگوں کے قول پر تو ظاہر ہے جنھوں نے ضرب کو تیمم سے نہ قرار دیا لیکن جنھوں نے ضرب کو تیمم سے قرار دیا ہے ان کے قول پر اس میں اشکال ہے" اھ۔ (ت)

اقول لافرق علی القولین، ولا اشکال فی البین،

اقول: دونوں قول کی بنیاد پر کوئی فرق نہیں نہ ہی کوئی اشکال ہے۔

اما اولا فلما اعلمناك فی البحث السابع المذکور ان الضرب المنوی یطھر الکفین ھو الصحیح فلا تمسحان بعد فثبت اسقاط الفرض بنفس الضرب و

اولاً اس لیے کہ ہم مذکورہ ساتویں بحث میں بتا چکے کہ ضرب منوی سے دونوں ہتھیلیاں پاک ہو جاتی ہیں ـــ یہی صحیح ہے ـــ پھر بعد میں ان پر مسح نہ ہوگا تو نفس ضرب سے اسقاطِ فرض ثابت ہوگیا اگرچہ

---

[1] دُرِ مختار — باب التیمم — مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۵

[2] الجوہرة النیرة — " — مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۲۷

[3] غنیة المصلی — " — مطبع عزیزیہ کشمیری بازار لاہور ص ۱۶

[4] غنیة المستملی — " — مطبع سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۰

www.alahazratnetwork.org

ان لم یرتفع الحدث بعد لعدم تجزیہ کماء غسل بہ المحدث بعض اعضائہ وھذا لایتخالف فیہ القولان فان ثبت بہ الاستعمال حصل علی کل منھما الاشکال۔

واما ثانیا فلان[1] المحدث اذا ادخل[2] رأسہ الاناء لایصیر الماء مستعملا کما فی الخانیۃ وکذا[3] الخف والجبیرۃ کما فی البحر والصحیح ان المسألۃ وفاقیۃ کما بینا فی الطرس المعدل والنمیقۃ الانقی من اٰخرھا وما التیمم الا مسحا فلا یفید الاستعمال، وبہ زال الاشکال، واللہ تعالٰی اعلم بحقیقۃ الحال۔

ابھی حدث مرتفع نہ ہُوا اس لیے کہ وہ ناقابلِ تقسیم ہے جیسے اس صورت میں جب محدث نے پانی سے اپنے بعض اعضاء پانی سے دھولئے ہوں اور اس بارے میں کوئی دو متخالف قول نہیں تو اگر اس سے استعمال ثابت ہو تو دونوں ہی قول پر اشکال لازم آئے گا۔

ثانیاً اس لیے کہ محدث جب اپنا سر برتن میں ڈال دے تو پانی مستعمل نہیں ہوتا جیسا کہ خانیہ میں ہے یہی حکم موزہ اور پٹی کا بھی ہے جیسا کہ بحر میں ہے ۔۔۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے جیسا کہ ہم نے الطرس المعدل اور النمیقۃ الانقی کے آخر میں بیان کیا ہے ۔۔۔ اور تیمم مسح ہی تو ہے تو مستعمل نہ بنائے گا اور اسی سے اشکال دُور ہوگیا، اور خدائے برتر حقیقتِ حال کو خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

دُوسری وُہ مٹی کہ بعض صورتوں میں ہاتھوں کو لگتی ہے، یہ اگر جھاڑ دی گئی جیسا کہ مسنون ہے جب تو اس کے مستعمل ہونے کی کوئی وجہ نہیں کہ ہتھیلیاں نفسِ ضرب سے پاک ہوگئیں یہ مٹی پاک ہتھیلیوں کو لگی تو اُن سے مل کر مستعمل ہوسکتی ہے نہ اُن سے چھوٹ کر، اور اگر نہ جھاڑی گئی اور چہرہ وہر دو دست کو لگی تو اس وقت بھی مستعمل نہ ہوگی کہ مذہب صحیح میں استعمال کے لیے انفصال شرط ہے کما فی الطرس المعدل (جیسا کہ الطرس المعدل میں گزرا۔ ت) تو اگر مستعمل ہوتی تو چہرہ و ذراعین سے چھوٹ کر اور کتبِ مذہب میں نص صریح ہے کہ وُہ اُس وقت بھی مستعمل نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر تیمم کرنے والوں کے چہرہ و دست سے جھڑی ہوئی مٹیاں جمع کرلی جائیں کہ قابلِ ضرب ہوجائیں اور کوئی اُن سے تیمم کرے جب بھی جائز ہے۔ درایہ[1] شرح ہدایہ امام قوام الدین کاکی پھر شلبیہ[2] علی شرح الکنز للزیلعی نیز بنایہ[3] امام عینی میں ہے:

یجوز التیمم بالتراب المستعمل عندنا وفی قول للشافعی وفی ظاھر مذھبہ لایجوز والمستعمل ما تناثر من العضو[1] اھ

مستعمل مٹی سے تیمم ہمارے نزدیک جائز ہے اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اور ان کے ظاہر مذہب میں جائز نہیں اور مستعمل وُہ مٹی ہے جو عضو سے جھڑے۔ (ت)

---

[1] شلبیہ علی تبیین الحقائق باب التیمم مطبعہ امیریہ مصر ۱/۳۸

حاشیہ[۳] علامہ سید احمد مصری علی الدر المختار میں ہے :

التراب لایوصف بالاستعمال ولو الذی علق بیدیہ حتی لو تجمع ما علق بایدی المتیممین یجوز علیہ التیمم[۱]۔

مٹی مستعمل ہونے سے موصوف نہیں ہوتی اگرچہ وہی مٹی ہو جو ہاتھوں میں لگی ہوئی ہے، یہاں تک کہ اگر چند تیمم کرنے والوں کے ہاتھوں پر لگی ہوئی مٹی اکٹھی ہوجائے تو اس پر تیمم جائز ہے۔ (ت)

تو ثابت ہُوا کہ جنسِ ارض کسی طرح مستعمل نہیں ہوتی۔

نص[۵] اجل امام اجل شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالٰی نے تصریح فرمائی کہ تیمم میں جو منہ اور ہاتھوں پر مسح کیا جاتا ہے یہاں کوئی چیز ایسی نہیں کہ مستعمل ہوجائے۔ فتح[۲] القدیر میں ہے :

واختیار شمس الائمۃ ان المنع فی مد الاصبع والاثنتین غیر معلل باستعمال البلۃ بدلیل انہ لو مسح باصبع او اصبعین فی التیمم لایجوز مع عدم شیئ یصیر مستعملا خصوصا اذا تیمم علی الحجر الصلد[۲] اھ وقد ذکرنا وجہ ھذا الخصوص اخر رسالتنا الطرس المعدل۔

اور شمس الائمہ نے یہ اختیار کیا ہے کہ ایک دو انگلیوں کے پھیلانے کی ممانعت اس وجہ سے نہیں کہ تری استعمال ہوگی اس دلیل سے کہ اگر تیمم میں ایک دو انگل سے مسح کرے تو بھی ناجائز ہے جبکہ یہاں کوئی ایسی چیز نہیں جو مستعمل ہو خصوصاً جب چکنے ٹھوس پتھر پر تیمم ہو اھ۔ اس خصوص کی وجہ ہم نے اپنے رسالہ الطرس المعدل کے آخر میں بیان کی ہے۔ (ت)

دلیل دوم نصوص صریحہ بوجہ آخر فتح[۶] القدیر میں ہے :

ھل یأخذ التراب حکم الاستعمال فی الخلاصۃ وغیرھا لو تیمم جنب او حائض من مکان فوضع اٰخر یدہ علی ذلک المکان فتیمم اجزأہ والمستعمل ھو التراب الذی استعمل فی الوجہ والذراعین[۳] اھ وھو یفید

کیا مٹی پر بھی مستعمل ہونے کا حکم لگتا ہے؟ ---- خلاصہ وغیرہا میں ہے کہ "اگر جنب یا حائض نے کسی جگہ سے تیمم کیا پھر دوسرے نے اسی جگہ ہاتھ رکھ کر تیمم کیا تو کافی ہوگا۔ اور مستعمل وہ مٹی ہے جو چہرے اور کلائیوں میں استعمال ہوتی اھ ---- اس عبارت سے مٹی کے مستعمل ہونے کا

---

[۱] طحطاوی علی الدر المختار باب التیمم مطبع دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳۲

[۲] فتح القدیر مسح الراس مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۶

[۳] فتح القدیر باب التیمم " " " ۱/ ۱۲۰

www.alahazratnetwork.org

تصور استعمالہ وکونہ بان یمسح الذراعین بالضربۃ التی مسح بھا وجھہ لیس غیرا[1]ھ۔

تصور ملتا ہے اور یہ کہ اس کا مستعمل ہونا بس یہی ہے کہ جس ضرب سے چہرے کا مسح کیا ہے اسی سے کلائیوں کا مسح کرے اھ۔ (ت)

بحرالرائق میں ہے:

فی المحیط والبدائع لوتیمم اثنان من مکان واحد جاز لانہ لم یصر مستعملا لان التیمم انما یتأدی بما التزق بیدہ لابما فضل کالماء الفاضل فی الاناء بعد وضوء الاول اھ وھو یفید تصور استعمالہ وقصرہ علی صورۃ واحدۃ وھی ان یمسح الذراعین بالضربۃ التی مسح بھا وجھہ لیس غیرہ[2]۔

محیط اور بدائع میں ہے: اگر دو نے ایک ہی جگہ سے تیمم کیا تو جائز ہے اس لیے کہ وہ جگہ مستعمل نہ ہوئی کیونکہ تیمم تو اسی سے ادا ہوجاتا ہے جو کچھ ہاتھ میں لگ گیا ہے اس سے نہیں جو بچ رہا، جیسے وہ پانی جو پہلے شخص کے وضو کے بعد برتن میں بچ گیا ہو اھ اس عبارت سے اس کے مستعمل ہونے کا تصور ملتا ہے اور اس کا کہ وہ ایک ہی صورت میں محدود ہے اور وہ صرف یہی ہے کہ کلائیوں کا مسح اسی ضرب سے کرے جس سے چہرے کا مسح کیا ہے دوسری ضرب سے نہیں۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

طحطاوی علی مراقی الفلاح[عہ] میں ہے:

قال فی الفتح ھذا یفید تصور استعمالہ وھو مقصور علی صورۃ واحدۃ وھو ان یمسح الذراعین بالضربۃ التی مسح بھا وجھہ لاغیرہ[3]۔

فتح القدیر میں فرمایا: اس سے اس کے مستعمل ہونے کا تصور ملتا ہے اور یہ کہ وہ ایک ہی صورت میں محدود ہے وُہ یہ کہ کلائیوں کا اسی ضرب سے مسح کرے جس سے چہرے کا مسح کیا ہے نہ کہ دوسری ضرب سے۔ (ت)

عہ نقلنا عبارتہ لفائدتین اظہار تقریرہ ودفع ایراد العلامۃ ش عنہ کماسیاتی ۱۲ منہ غفرلہ (م)

ہم نے ان کی عبارت دو فائدوں کے تحت نقل کی: (۱) ان کی تقریر کا اظہار (۲) اور اس پر علامہ شامی کے اعتراض کا دفعیہ۔ جیسا کہ عنقریب آرہا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] فتح القدیر | باب التیمم | نوریہ رضویہ سکھر | ۱/ ۱۲۰

[2] البحرالرائق | " | مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱/ ۱۴۷

[3] طحطاوی علی مراقی الفلاح | " | مطبع الازہریہ بولاق مصر | ص ۶۹

کیسی صریح تصریح ہے کہ مستعمل ہونا صرف تراب حکمی کے لیے ہے کہ ایک ضرب سے دو عضو کا مسح نہیں ہوسکتا اور یہ کہ اس کے سوا کوئی صورت تراب کے مستعمل ہونے کی نہیں۔

دلیل سوم نصوص عامۂ ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث ومتون وشروح وفتاوٰی **اقول** جو سے پہلے تمام ائمہ وعلمانے جملہ کتب مذہب میں تیمم کے لیے صعید طاہر کی قید لگائی جس سے ثابت وروشن کہ تیمم کے لیے جنسِ ارض کی صرف طہارت درکار تو لازم کہ ہر صعید طاہر مطلقاً مطہر ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا اور جنس ارض بھی پانی کی طرح کبھی طاہر غیر مطہر بھی ہوتی تو واجب تھا کہ مطہر کی شرط لگاتے صرف طاہر پر اکتفا صحیح نہ ہوتا مگر وہ اسی پر اطباق فرمائے ہُوئے ہیں تو صراحۃً بتا رہے ہیں کہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی قدوری[1] تحفۃ الفقہا ہدایہ وقایہ نقایہ مختار وافی کنز[3] غرر اصلاح ملتقی[4] نور الایضاح میں کہ سب متون معتمدۂ مذہب ہیں یہی لفظ طاہر یا طہارت کہا اور شراح نے اسے مقرر رکھا۔ مختصر میں ہے،

یتیمم بصعید طاھر[1]۔ (پاک صعید سے تیمم کرے۔ ت)

وقایہ ونقایہ ووافی وغرر واصلاح میں ہے، علی کل طاھر من جنس الارض[2] (جنسِ زمین سے ہر پاک پر۔ ت)

کنز وغیرہ میں ہے، بطاھر من جنس الارض[3] (جنسِ زمین کے کسی پاک پر۔ ت)

ملتقی الابحر میں ہے، شرطہ طھارۃ الصعید[4] (اس کی شرط یہ ہے کہ صعید پاک ہو۔ ت)

بدائع میں ہے، ومنھا ان یکون التراب طاھرا[5] (اور ان میں سے یہ ہے کہ مٹی پاک ہو۔ ت)

ہدایہ میں ہے، لان الطیب ارید بہ الطاھر فی النص[6] (اس لیے کہ نص میں وارد شدہ طیب سے مراد پاک ہے۔ ت)

تبیین میں ہے، صعیدا طیبا ای طاھرا[7] (طیب صعید یعنی پاک۔ ت) اُس میں نیز عنایہ و فتح و

---

[1] القدوری	باب التیمم	مطبوعہ مجتبائی کانپور	ص ۱۱
[2] شرح مختصر الوقایہ	"	مطبع المکتبۃ الرشیدیہ دہلی	۱/۹۸
[3] کنز الدقائق	"	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۱۷
[4] ملتقی الابحر مع مجمع الانہر	باب التیمم	مطبع احیاء التراث العربی بیروت	۱/۳۹
[5] بدائع الصنائع واما شرائط الرکن	باب التیمم	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱/۵۳
[6] الہدایۃ	باب التیمم	المکتبۃ العربیہ کراچی	۱/۳۶
[7] تبیین الحقائق	"	المطبعۃ الامیریہ بولاق مصر	۱/۳۸

www.alahazratnetwork.org

غنیہ[18] میں ہے، الطاھر مراد بالاجماع[1] (پاک بالاجماع مراد ہے۔ ت)

بدائع میں ہے، معنی الطھارۃ صار مرادا بالاجماع حتی لا یجوز التیمم بالصعید النجس[2] (معنی طہارت بالاجماع مراد ہے یہاں تک کہ نجس صعید سے تیمم جائز نہیں۔ ت)

مجمع الانہر[19] میں ہے، الطیب ھنا بمعنی الطاھر بدلالۃ قولہ تعالٰی ولکن یرید لیطھرکم[3] (طیب یہاں پاک کے معنی میں ہے جس پر یہ ارشادِ باری تعالٰی دلالت کر رہا ہے: "اور لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمھیں پاک کرے"۔ ت)

نہایہ[20] وعنایہ وعامہ شروح ہدایہ میں ہے، التیمم القصد الی الصعید الطاھر للتطھیر[4] (تیمم کا معنی تطہیر کے لیے پاک صعید کا قصد کرنا ہے۔ ت)

جواہر اخلاطی[21] میں ہے، قصد مخصوص الی طاھر من جنس الارض[5] (جنس زمین کے کسی پاک کی جانب مخصوص قصد۔ ت)

محقق علی الاطلاق وبحرالرائق[22] وغنیہ ذوی الاحکام[23] کی عبارتیں تعریف چہارم میں گزریں کہ الحق انہ اسم لمسح الوجہ والیدین عن الصعید الطاھر[6] (حق یہ ہے کہ وہ پاک صعید سے چہرے اور ہاتھوں کے مسح کا نام ہے۔ ت)

علامہ[24] ابن کمال پاشا و مجمع الانہر کی عبارت تعریف پنجم میں گزری: ھو طھارۃ حاصلۃ باستعمال الصعید الطاھر[7] (وہ ایسی طہارت ہے جو پاک صعید کے استعمال سے حاصل ہو۔ ت) بالجملہ یہ عبارت قدیماً وحدیثاً مجمع علیہا چلی آئی سب میں پہلے فاضل ابن وہبان نے اپنے منظومہ میں لفظ مطہر لکھا حیث قال، ؎

وعذرك شرط ضربتان ونیۃ
والاسلام والمسح الصعید المطھر[8]

انہوں نے یوں کہا، اور تیرا عذر شرط ہے اور دو ضربیں،
نیت، اسلام، مسح اور پاک کرنے والی صعید۔ (ت)

---

1. تبیین الحقائق — باب التیمم — المطبعۃ الامیریہ بولاق مصر — ۱/۳۹
2. بدائع الصنائع — واما بیان ما تیمم بہ — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۱/۵۳
3. مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر — باب التیمم — مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت — ۱/۳۹
4. العنایۃ مع فتح القدیر — " — نوریہ رضویہ سکھر — ۱/۱۰۶
5. جواہر اخلاطی — (قلمی نسخہ) — فصل فی التیمم — ۱/۱۱
6. غنیہ ذوی الاحکام فی بغیۃ درر الحکام — باب التیمم — مطبعۃ کامل الکائنہ فی دارالسعادۃ مصر — ۱/۲۸
7. مجمع الانہر — باب التیمم — مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت — ۱/۳۷
8. منظومہ ابن وہبان

اقول جنس ارض میں طاہر و مطہر متلازم ہیں اور قافیۂ طاھر بوجہ دخل تاسیس قوافی غیر موسسہ میں نہ آسکتا لہذا مطھر کہا، مگر علامہ صاحب بحر نے یہ تدقیق نکالی کہ طاہر سے مطہر اولیٰ ہے اور عبارت کنز پر کہ وہی عبارت جملہ ائمہ ہے اعتراض فرمایا جس کا بیان صدر کتاب[عہ۱] میں گزرا[عہ۲] ظرفہ یہ کہ انہیں بحر محقق نے باتباع محقق علی الاطلاق تصریح فرمائی کہ تیمم صعید طاہر سے مسح عضوین کا نام ہے کما تقدم فی الوجہ الرابع (جیسا کہ تعریف چہارم میں گزرا۔ ت) جس سے ظاہر کہ کنز و جملہ ائمہ پر وہ اعتراض محض ایک جوشِ قلم تھا پھر بھی ان کے تلمیذ شیخ الاسلام غزی نے تنویر اور مدقق علائی نے درمختار اور ازہری و خادمی و طحطاوی و شامی ان قریب العہد متاخرین علما نے اس میں اُن کا اتباع کیا۔

بل وقع المیل الی نحوہ للعلامۃ الشرنبلالی فی شرح الوھبانیۃ اذ قال تحت البیت المذکور اشتمل البیت علی شرائط التیمم وھی ستٌ السادسۃ الصعید الطھور وھو الذی لم تصبہ نجاسۃ والارض اذا اصابتھا نجاسۃ وذھب اثرھا لم یجز التیمم منھا ارجح الاقوال وتصح الصلاۃ علیھا[۱]۔

بلکہ ایسے ہی معنی کی طرف شرح وہبانیہ میں علامہ شرنبلالی کا بھی میلان ہوگیا ہے۔ انہوں نے مذکورہ شعر کے تحت فرمایا ہے: "یہ شعر تیمم کی شرطوں پر مشتمل ہے اور یہ چھ ہیں۔ چھٹی شرط صعید طہور، اور یہ وہ ہے جسے کوئی نجاست نہ لگی ہو، زمین پر جب کوئی نجاست لگ جائے اور اس کا اثر جاتا رہے تو راجح ترین قول میں اس سے تیمم جائز نہیں اور نماز اس پر درست ہے"۔ (ت)

پھر ان حضرات نے بھی اس کی وجہ یہ نہ بتائی کہ تراب مستعمل سے احتراز ہے بلکہ اُس زمین سے احتراز جسے نجاست پہنچی اور خشک ہوکر بے اثر ہوگئی وقد تقدمت عبارۃ البحر والدر والباقون انما تبعوھا (البحر الرائق اور درمختار کی عبارتیں گزر چکیں باقی حضرات نے انہی کی پیروی کی ہے۔ ت) محققین نے یہ احتراز خود نفس لفظ طاھر سے ثابت فرمایا امام ملک العلما کا کلام اور اُس کی تحقیق تام اور یہ کہ یہی عامہ شراح ہدایہ کا مسلک عام اور یہی باقرار صاحب بحر جمہور اکابر کا مفاد کلام اور بحر کی اس میں بحث ناتمام اور اُس کے جوابات موضع مرام یہ سب کچھ اوپر[عہ۲] گزرے ایضاح الاصلاح میں ہے،

عہ۱ یعنی کتاب حسن التعمم ۱۲۔

عہ۲ یعنی صدر کتاب حسن التعمم میں ۱۲۔

---

[۱] شرح الوہبانیۃ للعلامۃ الشرنبلالی۔

www.alahazratnetwork.org

لایجوز علی مکان فیہ نجاسۃ وقد زال اثرھا مع انہ تجوز الصلاۃ فیہ لانہ لایخلو من اجزاء النجاسۃ وھی ان قلت تنافی وصف الطیب[1]۔

ایسی جگہ تیمم جائز نہیں جس میں نجاست رہی ہو اور اس کا اثر زائل ہوگیا ہو باوجودیکہ اس میں نماز جائز ہے اس لیے کہ وہ جگہ نجاست کے اجزا سے خالی نہ ہوگی اور نجاست اگرچہ کم ہو مگر طیب و پاکی کے منافی ہے۔ (ت)

شرح نقایہ برجندی میں ہے:

المراد بالطاھر الطاھر الکامل لتخرج ارض اصابتھا نجاسۃ[2]۔

طاہر سے مراد طاہر کامل ہے تاکہ وہ زمین خارج ہوجائے جسے نجاست لگی ہو۔ (ت)

نورالایضاح ومراقی الفلاح میں ہے:

(بطاھر) طیب وھو الذی لم تمسہ نجاسۃ ولو زالت بذھاب اثرھا[3]۔

پاک و پاکیزہ سے اور یہ وہ ہے جس پر کوئی نجاست نہ لگی ہو اگرچہ ایسی نجاست جو اثر کے ختم ہونے سے زائل ہوگئی ہو۔ (ت)

تنبیہ جلیل: اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

یہ دلائل ظاہرہ باہرہ کہ ہم نے تقریر کیے انہیں کے ضمن میں وہ شبہات حل ہوگئے کہ دو مسئلوں کی تقریر دلیل میں کلمات معللین سے گزرتے۔

پہلا مسئلہ تیمم کی ترکیب احسن کہ یُوں یُوں کرے تاکہ حتی الامکان استعمال مستعمل سے بچے جس کا بیان دلیل اول میں گزرا کہ یہ تُراب حکمی کا ذکر ہے وہ بیشک مستعمل ہوتی ہے۔ علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں اُس کی دوسری طرح تاویل چاہی کہ استعمال سے مراد استعمال صوری ہے۔

ولم یستقم لہ لانھم ذکروا بعدہ مایعین الاستعمال الحقیقی قال فی البحر بعد ذکر صفۃ التیمم ھو الاحوط لان فیہ احترازا عن استعمال المستعمل بالقدر

یہ تاویل راست نہ آئی اس لیے کہ ان حضرات نے اس کے بعد وُہ ذکر کیا ہے جس سے استعمال حقیقی کی تعیین ہوجاتی ہے ——— بحر میں تیمم کا طریقہ بتانے کے بعد لکھا ہے: وُہی احوط ہے اس لیے

---

[1] ایضاح الاصلاح

[2] شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۷

[3] مراقی الفلاح باب التیمم مطبع الازہریۃ المصریۃ مصر ص ۶۸

الممکن فان التراب الذی علی یدہ یصیر مستعملا بالمسح حتی لو ضرب یدیہ مرۃ[1] ومسح بہما وجہہ وذراعیہ لایجوز اھ ومثلہ فی الحلیۃ ومجمع الانہر وغیرہما وھو برمتہ ماخوذ من البدائع۔

کہ اس میں بقدر ممکن مستعمل کے استعمال سے احتراز ہے اس لئے کہ ہاتھ پر جو مٹی ہے وہ مسح سے مستعمل ہوجاتی ہے یہاں تک کہ اگر اپنے دونوں ہاتھ ایک بار مار کر ان سے چہرے اور کلائیوں کا مسح کرلیا تو جائز نہیں" اھ اسی کے مثل حلیہ اور مجمع الانہر وغیرہما میں ہے اور یہ پورا کلام بدائع سے ماخوذ ہے۔ (ت)

قال فی المنحۃ قولہ یصیر مستعملا بالمسح فیہ نظر لانہ ان استعمل باول الوضع یلزم ان لایجزئ فی باقی العضو وان لایستعمل باول الوضع کالماء لایلزم ما ذکرہ وھو کذلک یؤیدہ ما قالہ العارف فی شرح ھدیۃ ابن العماد عن جامع الفتاوی وقیل یمسح بجمیع الکف والاصابع لان التراب لایصیر مستعملا فی محلہ کالماء اھ ولذا عبر بعضھم[عہ] فی ھذہ الکیفیۃ بقولہ والاحسن اشارۃ الی تجویز خلافہ اھ[2]۔

منحۃ الخالق میں ہے ان کا کلام "مسح سے مستعمل ہوجاتی ہے" محلِ نظر ہے اس لیے کہ اگر پہلی بار رکھنے ہی سے مستعمل ہو تو لازم آئے گا کہ باقی عضو میں کافی نہ ہو اور اگر اول وضع سے مستعمل نہ ہو جیسے پانی تو وہ لازم نہ آئیگا جو انھوں نے ذکر کیا۔ اور یہ ایسا ہی ہے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جو صاحبِ معرفت نے ہدیہ ابن العماد کی شرح میں جامع الفتاوٰی سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہا گیا پُوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کرے گا اس لیے کہ مٹی اپنے محل میں مستعمل نہیں ہوتی جیسے پانی اھ۔ اسی لیے بعض حضرات نے اس طریقہ کو "احسن وبہتر" سے تعبیر کیا ہے تاکہ اس کے خلاف کے جواز کی طرف اشارہ ہو اھ۔ (ت)

عہ اقول تجویز الخلاف مصرح بہ فی الذخیرۃ والبزازیۃ والحلیۃ والغنیۃ وغیرھا فلاحاجۃ الی التمسک فیہ بالاشارۃ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اقول صورتِ خلاف کے جواز کی ذخیرہ، بزازیہ، حلیہ، غنیہ وغیرہا میں صراحت موجود ہے تو اس بارہ میں اشارہ سے تمسک کی کوئی ضرورت نہیں ۱۲ منہ (ت)

۱؎ البحرالرائق باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۶
۲؎ منحۃ الخالق مع البحر " " " " ۱/۱۴۶

www.alahazratnetwork.org

اقول هذا بحمد الله تعالٰی ما قد جنحنا الیه وقد منا تحقیقه بما لا مزید علیه وان الاحتراز الذی اراده الصدر غیر میسور ولا مقدور بل احسنیته ایضا لا محل لها لانه ان صار مستعملا لم یجز والا فالتکلف لا یحسن لکونه اشتغالا بما لا یجدی۔

اقول یہ بحمد اللہ تعالٰی وہی ہے جس طرف ہم مائل ہوئے اور جس کی تحقیق ہم نے پہلے اس حد تک کر دی ہے جس پر اضافہ کی گنجائش نہیں اور ہم نے یہ بھی بتایا کہ یہ حضرات اعلام جو احتراز چاہتے ہیں وہ میسر نہیں اور مقدور بھی نہیں بلکہ اس طریقہ کے احسن ہونے کا بھی کوئی موقع نہیں اس لیے کہ وہ مٹی اگر مستعمل ہو گئی تو آگے کفایت ہی نہ کرے گی اور مستعمل نہ ہوئی تو تکلف کوئی اچھی چیز نہیں کہ یہ بے فائدہ امر میں مشغولی ہے۔

قال الا ان یقال المراد انه یصیر مستعملا صورة لا حقیقة[1] اھ۔

علامہ شامی نے فرمایا: مگر یہ کہا جائے کہ مراد یہ ہے کہ وہ صورۃً مستعمل ہے حقیقۃً نہیں اھ۔ (ت)

اقول بل هو مستعمل صورة وحقیقة الا تری الی تعریف التیمم فی البدائع وکثیر من الکتب انه استعمال الصعید فی عضوین مخصوصین وفی التبیین والجوهرة استعمال جزء من الارض وفی التنویر استعماله بصفة مخصوصة وفی الایضاح طهارة حاصلة باستعمال الصعید وقد قال العلامة ش الاستعمال هو المسح المخصوص کما تقدم کل ذلك فی التعریفات فلا شك ان التراب یستعمل فی العضوین کالماء فی الاعضاء انما الکلام فی انه هل یسلب بذلك وصف الطهوریة ام لا الم تسمع الی قول الدرایة والبنایة یجوز التیمم بالتراب المستعمل عندنا[2] فقد

اقول: بلکہ وہ صورۃً بھی مستعمل ہے حقیقۃً بھی۔ بدائع اور دوسری بہت سی کتابوں میں تیمم کی تعریف پر نظر کیجئے "وہ دو مخصوص عضووں میں استعمال صعید کا نام ہے"۔ تبیین اور جوہرہ میں ہے: زمین کے کسی جز کا استعمال ——— تنویر میں ہے: اس کا ایک مخصوص طور پر استعمال ——— ایضاح میں ہے: وہ طہارت جو صعید کے استعمال سے حاصل ہو ——— خود علامہ شامی فرما چکے ہیں: "استعمال یہی مسح مخصوص ہے"۔ جیسا کہ یہ ساری باتیں تعریفات میں گزر چکی ہیں۔ تو اس میں شک نہیں کہ دونوں عضووں میں مٹی استعمال ہوتی ہے جیسے پانی اعضا میں استعمال ہوتا ہے ——— کلام صرف اس میں ہے کہ کیا اس استعمال سے طہوریت کی صفت سلب ہوتی ہے یا نہیں؟ ——— درایہ وبنایہ کے الفاظ سُن چکے کہ "ہمارے نزدیک مستعمل مٹی سے تیمم جائز ہے"۔

www.alahazratnetwork.org

۱؎ منحۃ الخالق مع البحر باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۶

۲؎ البنایۃ شرح الہدایۃ " مطبع الامدادیۃ مکۃ المکرمہ ۱/۳۲۴

سمیاہ مستعملا وابقیاہ طھورا نعم یراد فی الماء بالمستعمل المسلوب الطھوریۃ کنایۃ لانہ حکمہ فان ارید ھذا کان الحاصل ان ھذا التراب یصیر مسلوب الطھوریۃ صورۃ لا حقیقۃ وھذا لا یکاد یرجع الی طائل۔

انھوں نے مستعمل بھی کہا اور اسے طہور بھی باقی رکھا۔ ہاں پانی میں مستعمل سے کنایۃً وہ مراد ہوتا ہے جس کی طہوریت سلب ہوچکی ہو، اس لیے کہ مستعمل پانی کا یہی حکم ہے — اگر یہ مراد ہو تو حاصل یہ ہوا کہ یہ مٹی صورۃً مسلوب الطہوریۃ ہوتی ہے حقیقۃً نہیں۔ اور اس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ (ت)

قال ولکن الفرق ظاھر بین ھذا وبین قولہ حتی لو ضرب یدیہ مرۃ الخ تأمل اھ[1]۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: "لیکن فرق ظاہر ہے اس میں اور ان کے اس قول میں کہ "یہاں تک کہ اگر اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک بار مارا اور ان سے چہرے اور کلائیوں کا مسح کرلیا تو جائز نہیں"۔ تأمل کرو اھ (ت)

اقول رحمکم اللہ ورحمنا بکم انما عرض لکم ھذا لعدم الفرق بین الترابین الحقیقی والحکمی الحکمی یصیر مسلوب الطھوریۃ حقیقۃ وھو المراد ھھنا قطعا فلا تاویل ولا خلف غیر انہ لا یجدیھم لانہ ما دام فی عضو واحد لا یصیر مستعملا بالاجماع؛ والا وجب لکل عضو ضربات وھو منتف بلا نزاع؛ بل علی کراھتہ اجماع؛ وبالجملۃ لم اعلم لھذا الاحتیاط وجھا یحصل بہ للقلب نشاط؛

اقول: اللہ آپ پر رحمت فرمائے اور آپ کی برکت سے ہم پر بھی رحمت فرمائے۔ یہ سب تراب حقیقی و تراب حکمی کے درمیان فرق نہ کرنے کی وجہ سے آپ کو درپیش ہوا۔ تراب حکمی سے طہوریت حقیقۃً سلب ہوجاتی ہے اور وہی یہاں قطعاً مراد ہے تو نہ کسی تاویل کی ضرورت ہے نہ کوئی خلف لازم آرہا ہے۔ علاوہ اس کے کہ یہ ان کے لیے سُودمند نہیں کیوں کہ مٹی جب تک ایک عضو میں رہے بالاجماع مستعمل نہیں ہوتی ورنہ ہر عضو کے لیے متعدد ضربیں واجب ہوں اور بلا اختلاف ایسا ہرگز نہیں بلکہ اس کی کراہت پر اجماع ہے۔ بالجملہ میرے علم میں اس احتیاط کی کوئی ایسی وجہ نہیں جس سے قلب کو نشاط حاصل ہو۔ (ت)

فان قلت یلزمھم مثل ذلک فی ما استحسنوا فی صفۃ مسح الرأس والاذنین

اگر یہ اعتراض ہو کہ اسی طرح کا کلام اس پر بھی لازم آئے گا جو سر، دونوں کان، اور

www.alahazratnetwork.org

---

[1] منحۃ الخالق مع البحر باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۶

والرقبة کما ذکرہ فی الخلاصۃ والعنایۃ و المنیۃ وفی الحلیۃ عن الزاھدی عن البحر المحیط وفی النھر وغیرھا من الاسفار الغر وقال فی الحلیۃ توارد ھا غیر واحد من المتاخرین من غیر تعقب [1] اھ وھذا لفظ الخلاصۃ استیعاب الرأس سنۃ وکیفیتہ ان یبل کفیہ واصابع یدیہ ویضع بطون ثلثۃ اصابع من کل کف علی مقدم الرأس و یعزل السبابتین والابہامین ویجافی الکفین ویجرھما الی مؤخر الرأس ثم یمسح الفودین بالکفین ویمسح ظاھر الاذنین بباطن الابہامین وباطن الاذنین بباطن السبابتین حتی یصیر ماسحا ببلل لم یصر مستعملا [2] اھ زاد البنایان والنھر و یمسح رقبتہ بظاھر الیدین وزاد غیر الخلاصۃ والمنیۃ ھکذا روت عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا مسح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم [3] اھ قال فی الحلیۃ اللہ تعالٰی اعلم بہ نعم ما اشتملت علیہ الکیفیۃ المذکورۃ من انہ یمسح ظاھر اذنیہ بباطن ابہامیہ وباطن اذنیہ بباطن مسبحتیہ ھو السنۃ فی مسحھما کما تقدم

گردن پر مسح کے طریقہ میں علما نے عمدہ قرار دیا ہے جیسا کہ اسے خلاصہ، عنایہ، منیہ میں اور حلیہ میں زاہدی سے وہ بحر محیط سے اور نہر وغیرہا کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ اور حلیہ میں لکھا ہے اس طریقہ پر متاخرین میں سے متعدد حضرات کا بغیر کسی تنقید کے توارد ہوا ہے اھ۔ خلاصہ کے الفاظ یہ ہیں: "سر کا استیعاب سنّت ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ہتھیلیاں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تر کرے اور ہر ہتھیلی کی تین انگلیوں کا پیٹ، سر کے اگلے حصہ پر رکھے اور شہادت کی انگلیوں اور انگوٹھوں کو الگ کیے رہے اور ہتھیلیوں کو بھی جدا رکھے اور انگلیوں کو سر کے پچھلے حصّہ تک کھینچ لائے پھر دونوں کروٹوں کا ہتھیلیوں سے مسح کرے اور کانوں کے اُوپری حصّہ کا انگوٹھوں کے پیٹ سے اور کانوں کے اندرونی حصہ کا شہادت کی انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرے تاکہ اس کا مسح ایسی تری سے ہو جو مستعمل نہ ہُوئی" —— اس پر عنایہ، منیہ اور نہر نے یہ اضافہ کیا: "اور گردن کا ہاتھوں کے اوپری حصّہ سے مسح کرے" —— خلاصہ و منیہ کے علاوہ نے یہ بھی لکھا: "اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مسح بیان کیا" اھ —— حلیہ میں فرمایا: اللہ تعالٰی اسے خوب جاننے والا ہے۔ ہاں مذکورہ طریقہ جس امر پر مشتمل ہے یعنی یہ کہ اپنے کانوں کے اوپری حصہ کا انگوٹھوں

---

[1] حلیہ

[2] خلاصۃ الفتاوی — الفصل الرابع فی المسح — مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/۲۶

[3] العنایۃ مع فتح القدیر — سنن الوضو — مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۹

www.alahazratnetwork.org

في حديث عمرو بن شعيب واخرجه ابن ماجة ايضًا بسند صحيح عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بمعناه[1] اهـ.

کے پیٹ سے اور کانوں کے اندرونی حصہ کا شہادت کی انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرے یہی ان دونوں کے مسح میں مسنون ہے جیسا کہ عمرو بن شعیب کی حدیث میں گزرا اور ابن ماجہ نے بھی بسند صحیح اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اسی کے معنی میں روایت کیا اھ۔ (ت)

اقول كلا فان ثمه بلة تنفد بالمد فاذا رادوا استحفاظها كيلا يحتاج الى ماء جديد قال في الفتح اما ما روى انه صلى الله تعالى عليه وسلم اخذ لاذنيه ماء جديدا فيجب حمله على انه لفناء البلة قبل الاستيعاب واذا انعدمت البلة لم يكن بد من الاخذ كما لو انعدمت في بعض عضو واحد اهـ[2] اما ههنا فليس الا وصف حكمي اكسبته الضربة اليد لتطهير عضو واحد فلا يزول مادامت اليد على احد الاعضاء الثلثة اعني الوجه والذراعين ثم رأيت العلامة سعدي افندي قال على قول العناية حتى يصير ماسحا ببلل لم يصر مستعملا ما نصه اقول حقيقة وان لم يصر مستعملا حكما في عضو واحد فلا يخالف ما سيأتي بعد اسطر[3] اهـ

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) ہرگز نہیں۔ وہاں کچھ تری ہے جو پھیلانے سے ختم ہوجاتی ہے تو وہاں مقصد یہ ہے کہ وہ تری محفوظ رہے تاکہ نئے پانی کی ضرورت نہ ہو۔ فتح القدیر میں ہے "یہ جو مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کانوں کے لئے نیا پانی لیا تو اسے اس پر محمول کرنا ضروری ہے کہ استیعاب سے پہلے تری ختم ہوجانے کی وجہ سے ایسا ہوا۔ جب تری ختم ہوجائے تو نیا پانی لینا ضروری ہے جیسے ایک ہی عضو کے کسی حصے میں تری ختم ہوجائے تو یہی حکم ہے" اھ لیکن یہاں تو صرف ایک حکمی وصف ہے جو ایک عضو کی تطہیر کے لیے ضرب نے ہاتھ کو عطا کیا تو جب تک ہاتھ تینوں اعضا ــــ چہرے اور کلائیوں ــــ میں سے کسی ایک پر رہیگا یہ وصف بھی رہے گا۔ پھر عنایہ کی عبارت (یہاں تک کہ اس کا مسح ایسی تری سے ہو جو مستعمل نہ ہوئی) پر علامہ سعدی آفندی کی یہ تحریر میں نے دیکھی، میں کہتا ہوں جو مستعمل نہ ہوئی یعنی حقیقۃً استعمال میں آئی

www.alahazratnetwork.org

---

[1] حلیہ

[2] فتح القدیر سنن الوضوء مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۵

[3] حاشیہ چلپی مع فتح القدیر " " " " ۱/۲۹

ای[عہ] مما یفید عدم استعمال الماء فی عضو واحد۔

اقول ہذا عین ما فہمتہ وللّٰہ الحمد وقد انقطع بہ نزاع طال فردہ الامام العلامۃ الزیلعی ووافقہ المحقق علی الاطلاق وتبعہما ابن امیر الحاج بانہ لایفید لانہ لابد من الواضع والمد فان کان مستعملا بالوضع الاول فکذا بالثانی فلا یفید تاخیرہ[1] اھ بل قال الامام فقیہ النفس الاستیعاب فی مسح الرأس سنۃ وصورۃ[ف] ذلک ان یضع اصابع

اگرچہ ایک عضو میں حکماً مستعمل نہ ہو تو یہ اس کے برخلاف نہیں جو چند سطر بعد آرہا ہے" اھ۔ یعنی وہ جس سے ایک عضو میں پانی کے مستعمل نہ ہونے کا افادہ ہوتا ہے۔ (ت)

اقول: بعینہٖ یہی میں نے بھی سمجھا۔ وللہ الحمد۔ اس سے ایک طویل نزاع کا خاتمہ ہوگیا جسے امام علامہ زیلعی نے رَد کیا اور محقق علی الاطلاق نے ان کی موافقت کی اور ابن امیر الحاج نے ان دونوں حضرات کی پیروی فرمائی کہ اس طریقہ سے کوئی فائدہ نہیں اس لیے کہ رکھنا اور پھیلانا ضروری ہے تو اگر پہلی بار رکھنے سے ہی تری مستعمل ہوگئی تو دوسری بار سے بھی ایسا ہی ہوگا پھر اسے مؤخر کرنا بے فائدہ ہے[1]۔ بلکہ امام فقیہ النفس نے فرمایا: سر کے مسح میں استیعاب سنّت ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں

www.alahazratnetwork.org

عہ وھو قول العنایۃ روی الحسن فی المجرد عن ابی حنیفۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ انہ اذا مسح ثلثا بماء واحد کان مسنونا فان قیل قد صار البلل مستعملا بالمرۃ الاولی فکیف یسن امرارہ ثانیا وثالثا اجیب بانہ یأخذ حکم الاستعمال لاقامۃ فرض اٰخر لا لاقامۃ السنۃ لانہا تبع للفرض الا تری ان الاستیعاب یسن بماء واحد[2] اھ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

عنایہ کی عبارت یہ ہے: حسن نے مجرد میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ایک ہی پانی سے تین بار مسح کرے تو مسنون ہوگا، اگر اعتراض ہو کہ تری تو پہلی بار میں مستعمل ہوگئی پھر دُوسری تیسری بار اسے گزارنا کیسے مسنون ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کوئی دوسرا فرض ادا کرنے کے لیے وہ مستعمل کا حکم رکھتی ہے سنّت کی ادائیگی کے لیے نہیں۔ دیکھئے کہ استیعاب ایک ہی پانی سے مسنون ہے اھ ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] غنیۃ المستملی — کتاب الطہارت — سہیل اکیڈمی لاہور — ص ۲۴

[2] العنایۃ مع فتح القدیر — سنن الوضوء — مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر — ۱/۳۰

یدیه علی مقدم رأسه وکفیه علی فودیه ویمدھما الی قفاہ فیجوز و اشار بعضھم الی طریق اٰخر احترازا عن استعمال الماء المستعمل الا ان ذلک لایمکن الا بکلفة ومشقة فیجوز الاول ولایصیر الماء مستعملا ضرورة اقامة السنة اھ[1] ف فان کل ذلک مبناہ علی اخذ الاستعمال بمعنی الحکمی وانما المراد الحقیقی ای لیصیر ماسحا ببلل طری لم یذھب بالمسح ولم یستقله الاستعمال ؛ والعلم بالحق عند ذی الجلال ؛

ہاتھوں کی انگلیاں سر کے اگلے حصّہ پر، اور دونوں ہتھیلیاں کروٹوں پر رکھے اور دونوں کو گُدّی تک کھینچ لے جائے تو جائز ہے۔ اور بعض حضرات نے ایک اور طریقہ کی طرف اشارہ کیا ہے تاکہ مستعمل پانی کے استعمال سے بچاؤ ہو مگر وہ زحمت ومشقت کے بغیر ممکن نہیں تو پہلا طریقہ بھی جائز ہے اور ادائے سنّت کی ضرورت کے باعث پانی مستعمل نہ ہوگا اھ۔ اس لیے کہ ان سب کی بنیاد اس پر ہے کہ استعمال کو حکمی کے معنی میں لے لیا ہے حالاں کہ مراد حقیقی ہے۔ یعنی اس کا مسح ایسی تازہ تری سے ہو جو مسح سے نہ ختم ہُوئی نہ استعمال سے کم ہوئی۔ اور حق کا علم رب ذوالجلال کے یہاں ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

دُوسرا مسئلہ کہ ایک ہی جگہ پر دونوں ضربیں ہونا یا ایک جگہ سے ایک شخص کا چند بار خواہ یکے بعد دیگرے ایک جماعت کا تیمم کرنا سب روا ہے اس کی تعلیل میں فرمایا کہ یہ مٹی تو ایسی ہے جیسے ایک[2]ف شخص کے وضو کے بعد لوٹے میں بچا ہُوا پانی کہ دوبارہ خواہ دوسرے کو اُس سے وضو جائز ہے استعمال تو اُس کا ہوا جو ہاتھ میں آئی۔ یہ تقریر علامہ برجندی وفاضل عبدالحلیم رومی نے بطور تنزل ذکر فرمائی کہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی اور بالفرض ہو بھی تو وُہ ہوگی جو اعضا کو لگ کر جھڑی نہ یہ جس پر ضرب کی، شرح نقایہ میں ہے:

(علی کل طاھر) متعلق بضربتین لایقال فح یدل الکلام علی ان الضربتین تکونان علی موضع واحد مع ان التراب یصیر مستعملا بالضربة الاولی لانا نقول لوسلم ذلک فالتراب المستعمل ھو الذی ینتثر من الوجه والیدین لا الذی وضع

(ہر پاک پر) اس کا تعلق "ضربتین" سے ہے۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ تب تو کلام اس پر دال ہوگا کہ دونوں ضربیں ایک ہی جگہ ہوں باوجودیکہ پہلی ضرب سے مٹی مستعمل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ اگر اسے تسلیم بھی کر لیا جائے تو مستعمل مٹی وُہ ہوگی جو چہرے اور ہاتھوں سے جھڑے۔

---

[1] فتاوٰی قاضیخان باب الوضوء والغسل مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۷

الید علیہ صرح بہ صاحب الخلاصۃ[1]۔

وہ نہیں جس پر ہاتھ رکھا گیا۔ صاحبِ خلاصہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے"۔ (ت)

بعینہٖ اسی طرح حاشیۂ درر میں ہے:

ونفظہ فی الجواب قلت کون التراب مستعملا غیر مسلم ولئن سلم فالتراب المستعمل[2] الخ

جواب میں ان کے الفاظ یہ ہیں: میں کہوں گا۔ مٹی کا مستعمل ہونا تسلیم نہیں۔ اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو مستعمل مٹی الخ۔ (ت)

ظاہر ہے کہ یہ کچھ محلِ اشتباہ نہیں ہاں خلاصہ ومحیط وبدائع کی عبارتیں کہ فتح وبحر سے دلیل دوم میں گزریں بلا اظہارِ تنزل ہیں:

(۱) خلاصہ ہی کی عبارت جامع الرموز میں لی اور بجائے ضربِ شخص دیگر ضربِ دیگر سے تصویر کی کہ

لوضرب علی طاھر للوجہ ثم علیہ للید اجزأہ لان المستعمل ھو التراب المستعمل فی الوجہ والید کما فی الخلاصۃ[3]۔

اگر کسی طاہر پر چہرے کے لیے پھر اسی پر ہاتھ کے لیے ضرب لگائی تو کافی ہے اس لیے کہ مستعمل وہ مٹی ہے جو چہرے اور ہاتھ میں استعمال ہوئی۔ جیسا کہ خلاصہ میں ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اسی کے مثل بزازیہ ومراقی الفلاح میں ہے اول نے فرمایا:

التیمم بموضع تیمم بہ آخر یجوز لانہ لم یرفع مستعمل الاول[4]۔

ایسی جگہ سے تیمم جائز ہے جہاں سے کوئی اور تیمم کر چکا ہو اس لیے کہ اس نے پہلے کی استعمال کی ہوئی مٹی نہ اٹھائی۔ (ت)

اور ثانی نے:

لعدم صیرورتہ مستعملا لان التیمم بما فی الید[5]۔

اس لیے کہ وہ مستعمل نہ ہوئی اس لیے کہ تیمم اس سے ہوا جو ہاتھ میں لگی۔ (ت)

---

[1] شرح النقایۃ للبرجندی — فصل فی التیمم — مطبوعہ نولکشور لکھنؤ — ۱/۴۷

[2] الدرر علی الغرر — باب التیمم — مطبع درسعادۃ مصر — ص ۲۶

[3] جامع الرموز — " — مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران — ۱/۶۹

[4] فتاوٰی بزازیۃ مع الہندیۃ — الخامس فی التیمم — نورانی کتب خانہ پشاور — ۴/۱۷

[5] مراقی الفلاح — باب التیمم — مطبعۃ الازہریۃ المصریۃ مصر — ص ۶۹

(۲) اور محیط و بحر کے مثل شامی میں نہر سے ہے کہ

لو یصیر مستعملا اذا التیمم انما یتأدی بما التزق بیدہ لابما فضل[1] — مستعمل نہ ہُوئی اس لیے کہ تیمم اس سے ادا ہوتا ہے جو ہاتھ میں لگی ہوتی ہو، اس سے نہیں جو بچی ہوئی رہے (ت)

(۳) اور بدائع کے مثل حلیہ اور اسی طرح شلبیہ میں ولوالجیہ سے ہے کہ

التراب المستعمل ما التزق بید المتیمم الاول لا ما بقی علی الارض[2] — مستعمل مٹی وُہ ہے جو پہلے تیمم کرنے والے کے ہاتھ میں لگی ہُوئی ہو نہ وہ جو زمین پر بچ رہی۔ (ت)

اخیر کے لفظ میں:

جاز لان التراب لا یصیر مستعملا لان المستعمل ما التزق بیدیہ وھو کفضل — جائز ہے اس لیے کہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی کیوں کہ مستعمل تو وہ ہے جو ہاتھوں میں لگی ہوا اور یہ اس

عـــہ تمامہ فیہ واذا کان علی حجر املس فیجوز بالاولی اھ[3] وکتبت علیہ اقول انما یزید الاملس بان لیس فیہ ما یلتزق بالید ولا یوجب ذلک اولویتہ بالجواز فان المضروب علیہ الید اذن سواء فی الحکم ارضا کان او حجرا وانفصال شیئ منہا لا منہ لا یوجب تفاوتہما فی ھذا وان تفاوتا فی ان شیئا من اجزائہا مستعمل وھو الملتزق بالید لا من اجزائہ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اس میں پُوری عبارت یہ ہے: اور جب چکنے پتھر پر ہو تو بدرجہ اولٰی جائز ہے اھ اس پر میں نے یہ لکھا **اقول** چکنے پتھر میں یہ بات بڑھی ہُوئی ہے کہ اس میں ایسی کوئی چیز نہیں جو ہاتھ میں چپکے۔ یہ بات اس کے بدرجہ اولٰی جواز کی موجب نہیں۔ اس لیے کہ جس پر ہاتھ مارا جائے اس وقت دونوں ہی کا حکم یکساں ہے زمین ہو یا پتھر۔ زمین سے کچھ جُدا ہونا اور پتھر سے کچھ جدا نہ ہونا اس حکم میں ان دونوں کا تفاوت لازم نہیں آتا اگرچہ دونوں کا اس امر میں تفاوت ہے کہ زمین کے اجزا سے کچھ استعمال میں آتا ہے اور یہ وُہ ہے جو ہاتھ سے چپک گیا اور پتھر کے اجزا سے کچھ استعمال میں نہیں آتا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] ردالمحتار — باب التیمم — مطبع مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۵

[2] حلیہ

[3] ردالمحتار — باب التیمم — مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۵

مافی الاناء[1]۔ پانی کی طرح ہے جو برتن میں بچ رہا۔ (ت)

(۴) علامہ ابراہیم حلبی نے دیکھا کہ مٹی کا ہاتھوں میں لگنا یا چہرہ و دست پر مسح کیا جانا موجبِ استعمال نہیں ہوسکتا جیسے پانی کہ جب تک بعد استعمال عضو سے انفصال نہ ہو مستعمل نہ ہوگا لہٰذا قیدِ انفصال زائد کی کہ

جاز لانہ لم یصر مستعملا انما المستعمل ماینفصل عن العضو بعد المسح قیاسا علی الماء[2]۔ جائز ہے اس لیے کہ مٹی مستعمل نہ ہوئی۔ مستعمل تو وہ ہے جو مسح کے بعد عضو سے جدا ہو، یہ پانی پر قیاس کرتے ہُوئے ہے۔ (ت)

شامی میں اسے نقل کرکے مقرر رکھا۔

اقول یہی ہے وُہ جسے فاضلین برجندی و رومی نے تنزل میں لیا اور یہی ہے وُہ جسے امام قوام الدین کاکی و امام بدرالدین عینی نے صراحۃً فرمایا کہ مذہب حنفی میں اُس سے تیمم جائز ہے امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خلاف ہے بالجملہ ان عبارات کا تنوع یُوں آیا:

والتامل لایخفی علیہ الفرق اذا امعن النظر ان شاء اللہ تعالٰی۔ اور تأمل کرنے والا نگاہ غور کرے تو اس پر فرق مخفی نہ رہے گا اگر اللہ نے چاہا۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

رہا کشفِ شبہہ وہ بحمداللہ تعالٰی امام محقق علی الاطلاق و خاتمۃ المحققین علامہ زین بن نجیم رحمہما اللہ تعالٰی نے بروجہ احسن فرمادیا انہی عبارات کو نقل کرکے اولاً فرمایا ان سے سمجھا جاتا ہے کہ مٹی کا مستعمل ہونا بھی ایک صورت رکھتا ہے جس سے روشن کہ اُس کا مستعمل ہونا غایت خفا میں ہے پھر اُس صورت کی تعیین فرمائی کہ جس ضرب سے ایک عضو پر مسح کیا اُس سے دُوسرے پر نہیں کرسکتا اور صاف فرمادیا لاغیر۔ لیس غیر (نہ کہ دوسری ضرب سے۔ ت) بس صرف یہی ایک صورت ہے اور اصلاً کوئی شکل نہیں جس میں مٹی پر حکم استعمال طاری ہو یہ بداہۃً اُسی تراب حکمی کا حکم ہے کہ حقیقی یہاں قطعاً ساقط النظر بلکہ مسنون الازالہ ہے تو ثابت ہوا کہ مستعمل فی الوجہ والید (چہرہ و ہاتھ میں استعمال شدہ مٹی۔ ت) یا مستعمل الاول (پہلے کی استعمال شدہ مٹی۔ ت) یا مافی الید (ہاتھ میں استعمال شدہ۔ ت) درکنار کہ تراب حکمی کے صاف محتمل ہیں ماالتزق بیدہ (جو اس کے ہاتھ سے چپک جائے۔ ت) سے بھی یہی مراد ہے یعنی وہ وصفِ تطہیر کہ کفین نے مساس ارض بالنیۃ سے حاصل کیا۔

اقول اولاً یہ خود عبارت محیط و بحر و نہر وغیرہم سے روشن کہ انہوں نے حصر فرمایا کہ تیمم اُسی سے

---

[1] حاشیۃ شلبیۃ علی التبیین باب التیمم المطبعۃ الامیریۃ بولاق مصر ۱/۳۹

[2] ردالمحتار " مطبع مصطفٰی البابی مصر ۱/۱۸۶

ادا ہوتا ہے جو ہاتھ میں لگے یہ حصر صحیح نہیں ہوسکتا مگر تراب حکمی میں کہ حقیقی کا ہاتھ میں لگنا ہو۔ قطعاً ضرور نہیں خصوصاً نہر کا اُس کے بعد فرمانا کہ پچھلے پتھر پر ہو تو بالاولیٰ جائز صراحۃً تناقض ہوجائے گا۔ وہاں حقیقی کا کون سا ذرہ ہاتھ میں لگے گا۔

ثانیاً ایک صاف بات ہے مستعمل نہ ہوگا مگر مطہر کہ جب یہ دوسرے سے رفع نجاست حکمیہ کرتا ہے وہ اس سے منتقل ہوکر اس میں آجاتی ہے لہٰذا دوبارہ تطہیر کے قابل نہیں رہتا اور جو مطہر ہے۔ قت تطہیر اُس کا وجود لازم کہ مطہر مفید طہارت ہے نہ کہ مُعد اور تیمم معہود میں وقت مسح وجہ و ذراعین تراب حقیقی کا وجود لازم نہیں تو ثابت ہُوا کہ تیمم معہود میں تراب حقیقی مطہر نہیں اور جب مطہر نہیں تو مستعمل بھی نہیں ہوسکتی وھو المطلوب (اور یہی مطلوب ہے۔ ت) اگر کہئے تیمم غیر معہود میں تو تراب حقیقی ہی مطہر ہے چاہئے وہاں مستعمل ہوجائے۔

اقول ہم نے یہ کہا تھا کہ ہر مستعمل ہوجانے والے کا مطہر ہونا ضرور نہ یہ کہ ہر مطہر کا مستعمل ہونا لازم یہ کلمات علماجن سے شبہ گزرتا ہے تیمم معہودہی میں تھے اُس میں ہم نے مبرہن کردیا کہ تراب حقیقی ہرگز مراد نہیں بالجملہ ان کلمات کا۔

اوّلاً نفیس وصحیح وصریح ورجیح محل توہی ہے کہ مراد تراب حکمی ہے۔

www.alahazratnetwork.org

ثانیاً ممکن کہ کلام تنزل پر مبنی ہو جس طرح فاضلین برجندی و رومی نے واضح کیا۔

ثالثاً ممکن کہ استعمال سے مراد استعمال حقیقی ہو جیسا علامہ سعدی آفندی نے عبارات اولیٰ میں افادہ فرمایا یعنی ضرب سے جنس ارض مستعمل نہ ہونے پر استدلال مقصود ہے وہ نفی لازم سے ادا فرمایا گیا کہ استعمال حکمی کو استعمال حقیقی لازم تو فرماتے ہیں کہ یہ کیونکر مستعمل ہو حالانکہ حقیقۃً مستعمل نہیں حقیقۃً استعمال تو اُسی مٹی کا ہے جو ہاتھوں میں لگی۔

رابعاً کم ازکم یہ عبارات مورد احتمالات ہیں اور وہ نصوص کہ ہم نے ذکر کیے صریح تو انھیں پر تعویل لازم۔

خامساً یہ دلیل کی تقریریں ہیں جو مذہب منقول نہیں اور وہ نصوص خاص مسائل کے احکام میں خصوصاً وہ بھی اس طرح کہ مذہب حنفی میں مٹی حکم استعمال نہیں پاتی اس میں خلاف امام شافعی کو ہے تو بحمدہٖ تعالیٰ آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ جنس ارض تیمم سے اصلاً مستعمل نہیں ہوتی نہ وہ جس پر ضرب کی نہ وہ کہ اعضا پر مسح کی گئی۔

ھکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ سبحٰنہ ولی التوفیق وبہ ظھر ان الصواب مع العلامۃ ط فی نفی الاستعمال عن التراب علی الاطلاق والرد علیہ من العلامۃ ش حیث قال انما المستعمل ماینفصل عن العضو بعد المسح شرح المنیۃ

اسی طرح تحقیق ہونی چاہئے اور خدائے پاک ہی مالک توفیق ہے ــــ اس تحقیق سے یہ بھی عیاں ہوگیا کہ مٹی سے مطلقاً استعمال کی نفی میں علامہ طحطاوی درستی پر ہیں۔ اس پر علامہ شامی نے یہ لکھا ہے کہ مستعمل وہ مٹی ہے جو مسح کے بعد عضو سے جُدا ہو، شرح منیہ۔

47/47

ونحوه ماقدمناه عن النهر وهو المذكور
فی الحلیۃ فافهم اھ اشار به کعادته
کما نبه علیه فی خطبته الی الرد علی
السید ط غیر سدید بل یجب ارجاع
ما فی الحلیۃ والغنیۃ والنهر الی
ما یوافق ما ذکر السید لانه المنصوص
علیه فی المذهب واللّٰہ سبحٰنه و
تعالٰی اعلم وصلی اللّٰہ تعالٰی علی
سیدنا ومولٰینا محمد واٰله وصحبه
وابنه وحزبه وبارك وسلم اٰمین
والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔
(رسالہ ضمنیہ الجد السدید ختم ہوا)

اسی کے ہم معنٰی وہ بھی ہے جو نہر سے ہم نے پہلے ذکر کیا
اور یہی حلیہ میں بھی مذکور ہے، فافہم۔ تو سمجھنا چاہئے"
اھ۔ اس کلام سے حسبِ عادت انھوں نے ——
جیسا کہ اپنے خطبہ میں تنبیہ کی ہے —— سید طحطاوی کے
رد کی طرف اشارہ کیا ہے مگر یہ تردید صحیح نہیں بلکہ لازم
ہے کہ حلیہ، غنیہ اور نہر کی عبارتوں کی وہ تاویل کی جائے
جو بیانِ سید طحطاوی کے موافق ہو اس لیے کہ مذہب
میں وہی منصوص ہے —— اور خدائے پاک و برتر خوب
جانتا ہے —— اور اللہ تعالٰی رحمت فرمائے ہمارے
آقا و مولٰی محمد اور ان کی آل، اصحاب، فرزند اور
گروہ پر اور برکت وسلامتی بھی —— اور ساری خوبیاں
سارے جہانوں کے مالک خدا ہی کے لیے ہیں۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org